© rasailojaraid.com

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم
ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ النساء

آیت ۱۵۔۱۶

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْہِدُوْا عَلَیْہِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ ۚ فَاِنْ
شَہِدُوْا فَاَمْسِکُوْہُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾
وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِہَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْہُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ
تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾

ترکیب: ''یَاْتِیْنَ'' مضارع میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے' ''اَلْفَاحِشَۃَ'' اس کا مفعول ہے (دیکھیں البقرۃ:۲۳ کا نوٹ۲)۔ ''اَرْبَعَۃً'' تمیز ہے۔ ''یَتَوَفّٰی'' کا فاعل ''اَلْمَوْتُ'' ہے۔ ''یَاْتِیٰنِہَا'' میں ''ھَا'' کی ضمیر مفعولی ''اَلْفَاحِشَۃَ'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

وَالّٰتِیْ : اور جو عورتیں
یَاْتِیْنَ : کرتی ہیں
اَلْفَاحِشَۃَ : بے حیائی
مِنْ نِّسَآئِکُمْ : تمہاری عورتوں میں سے
فَاسْتَشْہِدُوْا : تو گواہ طلب کرو
عَلَیْہِنَّ : ان پر
اَرْبَعَۃً : چار
مِّنْکُمْ : تم میں سے
فَاِنْ : پھر اگر
شَہِدُوْا : وہ لوگ گواہی دیں
فَاَمْسِکُوْہُنَّ : تو تم لوگ روکو ان کو
فِی الْبُیُوْتِ : گھروں میں
حَتّٰی : یہاں تک کہ
یَتَوَفّٰہُنَّ : پورا پورا لے لے ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَلْمَوْتُ :موت
اَوْ :یا

یَجْعَلَ :بنائے
اللّٰہُ :اللہ

لَھُنَّ :ان کے لیے
سَبِیْلًا :کوئی راہ

وَالَّذٰنِ :اور جو دو مرد
یَاْتِیٰنِھَا :کرتے ہیں وہی (یعنی بے حیائی)

مِنْکُمْ :تم میں سے
فَاٰذُوْھُمَا :تو اذیت دو ان دونوں کو

فَاِنْ :پھر اگر
تَابَا :دونوں توبہ کریں

وَاَصْلَحَا :اور دونوں اصلاح کریں
فَاَعْرِضُوْا :تو تم درگزر کرو

عَنْھُمَا :دونوں سے
اِنَّ اللّٰہَ :یقیناً اللہ

کَانَ تَوَّابًا :توبہ قبول کرنے والا ہے
رَّحِیْمًا :رحم کرنے والا ہے

نوٹ۱: ان آیات میں ایسے مردوں اور عورتوں کے بارے میں سزا تجویز کی گئی ہے جن سے فاحشہ یعنی زنا کا صدور ہو جائے۔ اس کے ثبوت کے لیے چار گواہ طلب کیے جائیں گے۔ اگر چار سے کم لوگ گواہی دیں تو ان کی گواہی نامعتبر ہے۔ ایسی صورت میں مدعی اور گواہ جھوٹے قرار دیے جاتے ہیں اور ایک مسلمان پر الزام لگانے کی وجہ سے ان پر حدِ قذف جاری کر دی جاتی ہے۔ ان دو آیتوں میں زنا کے لیے کوئی حد بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ اور زناکار عورتوں کو گھروں میں بند کر دو۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے تعرض مت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کے بعد اگر توبہ کرلیں تو پھر انہیں ملامت نہ کرو اور مزید سزا مت دو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے سزا بھی معاف ہو گئی‘ کیونکہ آیت میں توبہ سزا کے بعد مذکور ہے۔

نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی ان دو آیتوں کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں تو ان میں ایذا کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد عورتوں کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کی زندگی میں کوئی حکم آجائے۔ چنانچہ بعد میں وہ ’’سبیل‘‘ بیان کر دی گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا (ماخوذ از معارف القرآن)۔ مذکورہ حکم سورۃ النور کی آیت ۲ میں ہے جس کا مفہوم (ترجمہ نہیں) یہ ہے کہ ’’زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے۔ اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت مؤمنوں میں سے ایک گروہ کا موقع پر موجود ہونا ضروری ہے‘‘۔ یعنی مرد اور عورت دونوں کو برسرِ عام سزا دینا ضروری ہے خواہ ہم مغربی طاغوت کو منہ دکھانے کے قابل رہیں یا نہ رہیں۔ جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ دنیا کو منہ دکھانا اس کا مسئلہ ہے جو زبان سے اللہ اور آخرت کا اقرار کر لے لیکن دل یقین سے خالی ہو۔

نوٹ۲: شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں احادیث میں ملتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر لوگوں کے ذہن الجھن کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ ایسے لوگ حدیث کو اگر مانتے بھی ہیں تو اسے قرآن مجید سے کمتر درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور کسی درجے میں بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے حدیث کی ضرورت واہمیت اور ثقاہت یعنی قابل اعتبار ہونے کے متعلق خود تحقیق کر کے کوئی رائے قائم کریں۔ اگر انہوں نے غیر متعصب ذہن کے ساتھ یہ تحقیق کی تو ان شاء اللہ سوا نیزے پر دمکتے ہوئے سورج کی طرح یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ قرآن اور حدیث الگ الگ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی سکہ رائج الوقت کے دو رخ ہیں۔ اس سلسلہ میں البلاغ فاؤنڈیشن کے ''حدیث کا جائزہ'' کورس کا مطالعہ بھی ان شاءاللہ مفید ہوگا۔

اس ذہنی الجھن کی دوسری وجہ بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسلامی قوانین کے ماخذ قرآن اور حدیث ہیں۔ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ اسلامی قوانین کی غالب اکثریت کے یہی دو ماخذ ہیں، لیکن صرف یہی دو نہیں ہیں۔ اسلامی قوانین کے کچھ اور ماخذ بھی ہیں جن کی وضاحت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے ''خطباتِ بہاولپور'' میں کی ہے۔ ان میں سے ایک تورات ہے۔ اصول یہ ہے کہ تورات میں درج اللہ کے جن احکام کی قرآن و حدیث میں توثیق کر دی گئی وہ اب اسلامی قوانین کا حصہ ہیں۔

اب نوٹ کر لیں کہ رجم کی سزا تورات میں درج ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے اس کے اسلامی قانون ہونے کی حیثیت کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر کر دیا ہے۔

آیات ۱۷۔۱۸

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

ع ت د

عَتَدَ يَعْتُدُ (ک) عَتَادًا : تیار ہونا، آمادہ ہونا۔

عَتِيْدٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : تیار۔ ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾﴾ (ق) ''وہ منہ سے نہیں نکالتا کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہوتا ہے ایک تیار محافظ۔''

اَعْتَدَ۔ يُعْتِدُ (افعال) اِعْتَادًا : تیار کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب: ''اَلتَّوْبَةُ'' مبتدأ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ ''ثَابِتٌ'' ہو سکتی ہے۔ ''عَلَى اللّٰهِ'' اور ''لِلَّذِيْنَ'' دونوں متعلق خبر ہیں۔ ''اَلسُّوْٓءَ'' صفت ہے، اس کا موصوف ''اَلْفِعْلَ'' یا ''اَلْعَمَلَ'' محذوف ہے۔ ''اَلتَّوْبَةُ'' اسم ہے ''لَيْسَ'' کا، اس کی خبر بھی محذوف ہے اور یہاں ''عَلَى اللّٰهِ'' بھی محذوف ہے، ''لِلَّذِيْنَ'' اور ''وَلَا الَّذِيْنَ'' دونوں متعلق خبر ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ:

اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	التَّوْبَةُ :توبہ (یعنی اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کرنا تو ثابت) ہے
عَلَى اللّٰهِ :اللہ پر	لِلَّذِيْنَ :ان لوگوں کے لیے جو
يَعْمَلُوْنَ :کرتے ہیں	السُّوْٓءَ :برا (کام)
بِجَهَالَةٍ :نادانی میں	ثُمَّ :پھر
يَتُوْبُوْنَ :وہ لوگ توبہ کرتے ہیں	مِنْ قَرِيْبٍ :قریب (یعنی جلدی) سے
فَاُولٰٓئِكَ :تو یہ لوگ ہیں	يَتُوْبُ :توبہ قبول کرتا ہے
اللّٰهُ :اللہ	عَلَيْهِمْ :جن کی
وَكَانَ اللّٰهُ :اور اللہ ہے	عَلِيْمًا :جاننے والا
حَكِيْمًا :حکمت والا	وَلَيْسَتِ :اور (ثابت) نہیں ہے
التَّوْبَةُ :توبہ (اللہ پر)	لِلَّذِيْنَ :ان لوگوں کے لیے جو
يَعْمَلُوْنَ :عمل کرتے رہتے ہیں	السَّيِّاٰتِ :برائیوں کا
حَتّٰٓى :یہاں تک کہ	اِذَا :جب
حَضَرَ :سامنے آتی ہے	اَحَدَهُمُ :ان کے کسی ایک کے
الْمَوْتُ :موت	قَالَ :تو وہ کہتا ہے
اِنِّيْ تُبْتُ :بے شک میں توبہ کرتا ہوں	الْئٰنَ :اب
وَلَا الَّذِيْنَ :اور نہ ہی ان کے لیے جو	يَمُوْتُوْنَ :مرتے ہیں
وَ :اس حال میں کہ	هُمْ :وہ
كُفَّارٌ :کفر کرنے والے ہیں	اُولٰٓئِكَ :یہ لوگ ہیں
اَعْتَدْنَا :ہم نے تیار کیا	لَهُمْ :جن کے لیے
عَذَابًا اَلِيْمًا :ایک دردناک عذاب	

نوٹ ا: پہلے یہ سمجھ لیں کہ توبہ کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ قبول ہونے یا قبول نہ ہونے کا سوال صرف سچی توبہ سے متعلق ہے۔ جھوٹی توبہ کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سچی توبہ کے تین اجزاء ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کیے پر ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے کیے کی تلافی کرے' مثلاً نماز' روزہ اور زکوۃ کی قضا کرے' کسی کا حق مارا ہے تو اسے ادا کرے' کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس سے معافی مانگے' کوئی ایسا شخص وفات پا چکا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے' وغیرہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ بھی سمجھ لیں کہ خطا کا صدور‘ پھر اس پر ندامت اور اعتراف‘ انسانیت کا عطر ہے۔ اگر کبھی خطا نہ کرے تو انسان فرشتہ ہو جائے گا‘ یعنی مسجود کے بجائے ساجد ہو جائے گا۔ اگر خطا پر نادم نہ ہو اور اس کا اعتراف نہ کرے تو انسان شیطان ہو جائے گا (ماخوذ از معارف القرآن)۔ اس حوالے سے اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ غلطی کرنا اتنی بری بات نہیں ہے۔ برائی کی اصل جڑ یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے۔

نوٹ ۲: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان سچی توبہ کرے تو اس کی قبولیت کا کیا امکان ہے۔ آیت ۱۷ میں اس کے لیے پہلی شرط ''بِجَهَالَةٍ'' ہے۔ اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ انجانے میں گناہ کرے تب توبہ قبول ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ گناہ کے انجام اور عذاب سے غفلت اس کا سبب بن گئی ہو خواہ وہ اسے گناہ جانتا ہو اور قصداً کیا ہو۔ جیسے یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں نے جو کیا قصداً کیا تھا پھر بھی قرآن مجید میں اسے جہالت کہا گیا ہے (یوسف: ۸۹)۔ اس لیے اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قصداً گناہ کرے‘ تو اس کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اگر وہ سچی توبہ کرے۔

اسی آیت میں توبہ کی قبولیت کے لیے دوسری شرط ''مِنْ قَرِيْبٍ'' ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قریب کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک بندے پر غرغرہ نہ طاری ہو جائے۔ اس طرح مِنْ قَرِيْبٍ کا مطلب ہے کہ انسان کا عرصۂ حیات قلیل ہے اور موت اس کے بالکل قریب ہے (ماخوذ از معارف القرآن)۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝۱۹ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۲۱ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝۲۲

ع ش ر

عَشَرَ يَعْشِرُ ۔ عَشَرَ يَعْشُرُ (ض ۔ ن) عَشْرًا: نو میں شامل ہو کر دسواں ہونا۔

عَشْرٌ (اسم العدد) : دس۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ﴾ (الانعام: ۱٦٠) ''جو آیا نیکی کے ساتھ تو اس کے لیے اس کی جیسی دس ہیں۔''

مِعْشَارٌ: دسواں حصہ یعنی 1/10۔ ﴿وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ (سبا: ٤٥) ''اور وہ لوگ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے دیا ان کو۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عُشَرَاءُ ج عِشَارٌ: دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جس کا وضع حمل کا وقت قریب ہو۔ ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴﴾ (التکویر) ”اور جب حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔“

عِشْرُوْنَ : بیس۔ ﴿اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ﴾ (الانفال:٦٥) ”اگر ہوں تم لوگوں میں بیس ثابت قدم تو وہ غالب ہوں گے دو سو پر۔“

عَشِیْرٌ (فَعِیْلٌ کا وزن اسم الفاعل کے معنی میں): شامل ہونے والا یعنی ساتھی، رفیق۔ ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ۝۱۳﴾ (الحج) ”یقیناً بہت ہی برا کارساز ہے اور یقیناً بہت ہی برا رفیق ہے۔“

عَشِیْرَةٌ: قبیلہ، برادری، رشتہ دار۔ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝۲۱۴﴾ (الشّعراء) ”اور آپ خبردار کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔“

مَعْشَرٌ: جماعت، گروہ۔ ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ﴾ (الانعام:١٢٨) ”اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت حاصل کر لیے انسانوں میں سے۔“

عَاشَرَ (مفاعلہ) مُعَاشَرَةً : باہم مل جل کر رہنا۔

عَاشِرْ (فعل امر) : تو مل جل کر رہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف ض و

فَضَا یَفْضُوْ (ن) فَضَاءً : کسی چیز یا جگہ کا کشادہ ہونا۔

اَفْضٰى (افعال) اِفْضَاءً : کشادہ کرنا، صحبت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ق ت

مَقَتَ ۔ یَمْقُتُ (ن) مَقْتًا : نفرت کرنا، بیزار ہونا۔

مَقْتٌ (اسم ذات): نفرت، بیزاری، آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ”لَا یَحِلُّ“ میں لام کی ضمہ بتا رہی ہے کہ یہ مضارع مجزوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس سے پہلے لائے نفی ہے، اس کو لائے نہی ماننا ممکن نہیں ہے۔ اس کے آگے ”اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا“ پورا جملہ ”لَا یَحِلُّ“ کا فاعل ہے۔ اس جملے میں ”تَرِثُوْا“ کا فاعل اس میں ”اَنْتُمْ“ کی ضمیر ہے، ”اَلنِّسَاءَ“ اس کا مفعول ہے اور ”كَرْهًا“ حال ہے۔ ”لَا تَعْضُلُوْا“ فعل نہی ہے۔ ”یَجْعَلَ“ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ ”عَسٰى اَنْ“ پر عطف ہے۔ ”اَتَاْخُذُوْنَ“ کا مفعول ”ہٗ“ کی ضمیر ہے جو ”قِنْطَارًا“ کے لیے ہے، جبکہ ”بُهْتَانًا“ اور مرکب توصیفی ”اِثْمًا مُّبِیْنًا“ دونوں حال ہیں۔ ”فَاحِشَةً“ اور ”مَقْتًا“ ”كَانَ“ کی خبر ہیں۔ ”سَاءَ“ فعل ماضی ہے لیکن اس کا ترجمہ حال میں ہوگا (البقرۃ:۴۹، نوٹ۲)۔ ”سَبِیْلًا“ تمیز ہے۔

ترجمہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو
لَا یَحِلُّ: حلال نہیں ہوتا
لَكُمْ: تمہارے لیے
اَنْ: کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَرِثُوا : تم لوگ وارث بنو
كَرْهًا : زبردستی
لِتَذْهَبُوْا : تاکہ تم لوگ لے جاؤ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ : تم لوگوں نے دیا ان کو
يَّاْتِيْنَ : وہ کریں
وَعَاشِرُوْهُنَّ : اور تم لوگ مل جل کر رہو ان سے
فَاِنْ : پھر اگر
فَعَسٰى : تو ہوسکتا ہے
تَكْرَهُوْا : تم لوگ ناپسند کرو
وَّ : حالانکہ
اللّٰهُ : اللہ
خَيْرًا كَثِيْرًا : بہت زیادہ بھلائی
اَرَدْتُّمُ : تم لوگ ارادہ کرو
مَّكَانَ زَوْجٍ : کسی بیوی کی جگہ
اِحْدٰىهُنَّ : ان کی کسی ایک کو
فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ : تم لوگ مت لو اس میں سے
اَتَاْخُذُوْنَهٗ : کیا تم لوگ لیتے ہو اس کو
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا : اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے
تَاْخُذُوْنَهٗ : تم لوگ لوگے اس کو
قَدْ اَفْضٰى : صحبت کر چکا ہے
اِلٰى بَعْضٍ : کسی سے
مِنْكُمْ : تم سے
وَلَا تَنْكِحُوْا : اور تم لوگ نکاح مت کرو
نَكَحَ : نکاح کیا
مِّنَ النِّسَآءِ : عورتوں میں سے
مَا : جو
اِنَّهٗ : یقیناً یہ
فَاحِشَةً : بے حیائی
وَسَآءَ : اور برا ہے

النِّسَآءَ : عورتوں کے
وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ : اور تم لوگ مت روکو ان کو
بِبَعْضِ مَآ : اس کے بعض کو جو
اِلَّآ اَنْ : سوائے اس کے کہ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ : کوئی کھلی بے حیائی
بِالْمَعْرُوْفِ : بھلے طریقے سے
كَرِهْتُمُوْهُنَّ : تم لوگ ناپسند کرو ان کو
اَنْ : کہ
شَيْئًا : کسی چیز کو
يَجْعَلَ : (ہوسکتا ہے کہ) پیدا کرے
فِيْهِ : اس میں
وَاِنْ : اور اگر
اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ : کسی بیوی کا بدلے میں لینا
وَّاٰتَيْتُمْ : اور تم نے دیا ہو
قِنْطَارًا : ایک ڈھیر (مال)
شَيْئًا : کوئی چیز
بُهْتَانًا : جھوٹا الزام لگاتے ہوئے
وَكَيْفَ : اور کیسے
وَ : درآنحالیکہ
بَعْضُكُمْ : تم میں سے کوئی
وَّاَخَذْنَ : اور انہوں نے لیا
مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا : ایک پکا وعدہ
مَا : اس سے، جس سے
اٰبَآؤُكُمْ : تمہارے اجداد نے
اِلَّا : سوائے اس کے کہ
قَدْ سَلَفَ : گزر گیا ہے
كَانَ : ہے
وَّمَقْتًا : اور بیزاری
سَبِيْلًا : بلحاظ راستے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نوٹ: ان آیات میں ان غلط رسوم کی ممانعت ہے جو اسلام سے پہلے خواتین کے ضمن میں عام تھیں۔ عورت کی جان اور مال کو مرد کی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا۔ شوہر کے انتقال کے بعد وارث اس کے ترکہ کی طرح اس کی بیوہ کے بھی مالک بن جاتے تھے۔ اُس سے اگر خود نکاح کرتے تو مہر نہیں ادا کرتے تھے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح کراتے تو مہر خود رکھ لیتے تھے۔ بیوی کو اگر میکے یا کہیں اور سے کوئی چیز ملتی تو شوہر اس کا مالک ہوتا تھا۔ اس طرح کی اور رسومات کی نفی کرتے ہوئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی شخصیت کے حق کو اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے۔

آیات ۲۳۔۲۴

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۗءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

ع م م

عَمَّ ۔ يَعُمُّ (ن) عُمُوْمًا : کسی چیز کا عام ہونا۔

عَمٌّ ج اَعْمَامٌ : چچا۔ ﴿وَبَنٰتِ عَمِّكَ﴾ (الاحزاب: ۵۰) ''اور تمہارے چچا کی بیٹیاں۔'' ﴿اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ﴾ (النور: ۶۱) ''یا تمہارے چچاؤں کے گھر۔''

عَمَّةٌ ج عَمَّاتٌ : پھوپھی۔ آیت زیر مطالعہ۔

عَمَّ : اس کا مادہ ''ع م م'' نہیں ہے بلکہ یہ ''عَنْ مَا'' کی ادغام شدہ شکل ہے۔ ﴿عَمَّ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ①﴾ (النبا) ''کس کے بارے میں یہ لوگ باہم پوچھتے ہیں؟''

خ و ل

خَالَ ۔ يَخُوْلُ (ف) خَوْلًا : غلاموں والا ہونا۔ مالک۔

خَالٌ ج اَخْوَالٌ: ماموں۔ ﴿وَبَنٰتِ خَالِكَ﴾ (الاحزاب: ۵۰) ''اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں۔'' ﴿اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ﴾ (النور: ۶۱) ''یا تمہارے ماموؤں کے گھر۔''

خَالَةٌ ج خَالَاتٌ : خالہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

خَوَّلَ ۔ يُخَوِّلُ (تفعیل) تَخْوِيْلًا: مالک بنانا' عطا کرنا۔ ﴿وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ﴾

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(الانعام:٩٤) ”اور تم لوگ چھوڑ آئے اس کو جو ہم نے عطا کیا تم کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے۔“

ص ل ب

صَلَبَ۔ یَصْلُبُ (ن) صَلْبًا : ہڈیوں سے گودا نکالنا۔ سولی پر چڑھانا (قتل کرنے کے لیے)۔ ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾ (النساء:١٥٧) ”ان لوگوں نے قتل نہیں کیا اس کو اور نہ ان لوگوں نے سولی چڑھایا اس کو۔“

صُلْبٌ ج اَصْلَابٌ : ریڑھ کی ہڈی، پیٹھ۔ ﴿یَخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ﴾ (الطارق) ”وہ نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے درمیان سے۔“

صَلَّبَ (تفعیل) تَصْلِیْبًا : سولی چڑھانا، پھانسی دینا۔ ﴿وَلَاُوصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ (طٰہٰ:٧١) ”اور میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں پر۔“

ح ص ن

حَصُنَ۔ یَحْصُنُ (ک) حَصَانَةً : مضبوط و مستحکم ہونا، محفوظ ہونا۔

حِصْنٌ ج حُصُوْنٌ : مضبوط جگہ، قلعہ۔ ﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّا نِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ﴾ (الحشر:٢) ”اور ان لوگوں نے گمان کیا کہ بچانے والے ہیں ان کو ان کے قلعے اللہ سے۔“

اَحْصَنَ (افعال) اِحْصَانًا : حفاظت کرنا، بچانا، محفوظ کرنا۔ ﴿وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْۢ بَاْسِکُمْ﴾ (الانبیاء:٨٠) ”اور ہم نے سکھایا اس کو ایک لباس بنانا تمہارے لیے تاکہ وہ تمہاری حفاظت کرے تمہاری جنگ میں۔“

مُحْصِنٌ (اسم الفاعل) : حفاظت کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُحْصَنَةٌ (اسم المفعول) : محفوظ کی ہوئی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں متعدد مفاہیم میں آیا ہے: (١) شادی شدہ خاتون۔ آیت زیر مطالعہ۔ (٢) آزاد خاتون، یعنی جو کنیز نہ ہو۔ خاندانی لڑکی۔ ﴿اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:٢٥) ”کہ وہ نکاح کرے خاندانی مسلمان عورت سے۔“ (٣) پارسا، پاک دامن۔ ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ (النور:٤) ”اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر۔“

حَصَّنَ (تفعیل) تَحْصِیْنًا : بہت مضبوط کرنا، خوب پختہ کرنا۔

مُحَصَّنَةٌ (اسم المفعول) : بہت مضبوط کی ہوئی۔ ﴿لَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًی مُّحَصَّنَةٍ﴾ (الحشر:١٤) ”وہ لوگ جنگ نہیں کریں گے تم لوگوں سے سب مل کر مگر قلعہ بند بستیوں میں۔“

تَحَصَّنَ (تفعل) تَحَصُّنًا : خود کو محفوظ کرنا، بچنا۔ ﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ (النور:٣٣) ”اگر وہ عورتیں ارادہ کریں بچنے کا۔“

س ف ح

سَفَحَ (ف) سَفْحًا : خون یا آنسو وغیرہ بہانا۔

مَسْفُوْحٌ (اسم المفعول) : بہایا ہوا۔ ﴿اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾ (الانعام:١٤٥) ”یا بہایا ہوا خون۔“

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سَافَحَ (مفاعلہ) سِفَاحًا: ایک دوسرے سے بڑھ کر بہانا۔ پھر بدکاری کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

مُسَافِحٌ (اسم الفاعل): بدکاری کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''حُرِّمَتْ'' ماضی مجہول ہے۔ اس کے آگے جو رشتے مذکور ہیں وہ سب اس کے نائب فاعل ہیں اس لیے ان کے مضاف حالت رفع میں آئے ہیں۔ ''اَنْ تَجْمَعُوْا'' سے پہلے ''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ'' محذوف ہے۔ ''كِتٰبَ اللّٰهِ'' کو فعل محذوف کا مفعول مطلق بھی مانا جاسکتا ہے' لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔ ''اَنْ تَبْتَغُوْا'' کا مفعول ''هُنَّ'' محذوف ہے۔ ''مُحْصِنِيْنَ'' حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔ ''غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ'' میں ''غَيْرَ'' کی نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے' جبکہ ''مُسٰفِحِيْنَ'' اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔

ترجمہ:

حُرِّمَتْ : حرام کی گئیں
عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر

اُمَّهٰتُكُمْ : تمہاری مائیں
وَبَنٰتُكُمْ : اور تمہاری بیٹیاں

وَاَخَوٰتُكُمْ : اور تمہاری بہنیں
وَعَمّٰتُكُمْ : اور تمہاری پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمْ : اور تمہاری خالائیں
وَبَنٰتُ الْاَخِ : اور بھائی کی بیٹیاں

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ : اور بہن کی بیٹیاں
وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ : اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

اَرْضَعْنَكُمْ : دودھ پلایا تم کو
وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ : اور تمہاری دودھ شریک بہنیں

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ : اور تمہاری عورتوں (بیویوں) کی مائیں
وَرَبَآئِبُكُمُ : اور تمہاری زیر تربیت بیٹیاں

الّٰتِيْ : جو
فِيْ حُجُوْرِكُمْ : تمہاری گودوں میں ہیں

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ : تمہاری ان عورتوں سے
دَخَلْتُمْ : تم داخل ہوئے

بِهِنَّ : جن میں
فَاِنْ : پھر اگر

لَّمْ تَكُوْنُوْا : تم نہیں ہوئے
دَخَلْتُمْ : داخل

بِهِنَّ : ان میں
فَلَا جُنَاحَ : تو کوئی گناہ نہیں ہے

عَلَيْكُمْ : تم پر
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ : اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں

الَّذِيْنَ : جو
مِنْ اَصْلَابِكُمْ : تمہاری پیٹھوں سے ہیں

وَاَنْ : اور (حرام کیا گیا تم پر) کہ
تَجْمَعُوْا : تم جمع کرو

بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ : دو بہنوں کے درمیان
اِلَّا : سوائے اس کے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَا : جو

قَدْ سَلَفَ : گزر گیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ

كَانَ : ہے

غَفُوْرًا : بے انتہا بخشنے والا

رَّحِيْمًا : ہر حال میں رحم کرنے والا

وَّالْمُحْصَنٰتُ : اور شادی شدہ خواتین (بھی)

مِنَ النِّسَآءِ : عورتوں میں سے

اِلَّا : سوائے اس کے کہ

مَا : جن کے

مَلَكَتْ : مالک ہوئے

اَيْمَانُكُمْ : تمہارے داہنے ہاتھ

كِتٰبَ اللّٰهِ : اللہ کا لکھا ہوا ہوتے ہوئے

عَلَيْكُمْ : تم پر

وَاُحِلَّ : اور حلال کیا گیا

لَكُمْ : تمہارے لیے

مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ : جو اس کے علاوہ ہے

اَنْ : کہ

تَبْتَغُوْا : تم لوگ چاہو (ان کو)

بِاَمْوَالِكُمْ : اپنے مال سے

مُّحْصِنِيْنَ : حفاظت کرنے والے ہوتے ہوئے

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ : بدکاری نہ کرنے والے ہوتے ہوئے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ : پھر جو تم نے فائدہ حاصل کیا

بِهٖ : جس سے

مِنْهُنَّ : ان میں سے

فَاٰتُوْهُنَّ : تو تم لوگ دو ان کو

اُجُوْرَهُنَّ : ان کے حقوق

فَرِيْضَةً : فرض ہوتے ہوئے

وَلَا جُنَاحَ : اور کوئی گناہ نہیں ہے

عَلَيْكُمْ : تم پر

فِيْمَا : اس میں

تَرٰضَيْتُمْ : تم لوگ باہم راضی ہوئے

بِهٖ : جس پر

مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ : فرض کے بعد

اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ

كَانَ : ہے

عَلِيْمًا : جاننے والا

حَكِيْمًا : حکمت والا

❁❁❁

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 40 روپے اشاعت عام: 25 روپے

© rasailojaraid.com